اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں ایک فکر انگیز دعوت

نکاح
ایک عبادت ہے

افادات

خطیبِ ملّت حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

(شیخ الحدیث جامعہ بیت العلوم، مالیگاؤں)

باہتمام

مولانا جمال عارف ندوی (مہتمم جامعہ ابوالحسن علی ندوی، مالیگاؤں)

تقریظ

مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی (سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ)

اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں ایک فکرانگیز دعوت

نکاح

ایک عبادت ہے

افادات

خطیبِ ملت حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

(شیخ الحدیث جامعہ بیت العلوم، مالیگاؤں)

باہتمام

مولانا جمال عارف ندوی (مہتمم جامعہ ابوالحسن علی ندوی، مالیگاؤں)

تفصیلات

کتاب کا نام	:	نکاح ایک عبادت ہے
افادات	:	حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن قاسمیؒ
باہتمام	:	مولانا جمال عارف ندوی صاحب
سن اشاعت	:	جنوری ۲۰۲۱ء
صفحات	:	40
تعداد	:	ایک ہزار
کمپوزنگ	:	ابوسعادہ الندوی، رضوان حارث
طباعت	:	ملت پرنٹرس، 9373918010
قیمت	:	20/-

کتاب ملنے کے پتے:

(۱) جامعہ ابوالحسن علی ندویؒ، مسجد قریشہ، دیانہ، مالیگاؤں

(مولانا اطہر ملی ندوی۔8149499815)

(۲) سید احمد شہید اسلامک اکیڈمی، گلشن ابوالحسنؒ، مالیگاؤں

(مولانا محمد مدثر ملی۔7276744690)

(۳) مکتبۂ ضیاء مالدہ شیوار، مالیگاؤں

(مولانا محمد عابد ملی ندوی۔9373918010)

مقدمہ

از:(مولانا)جمال عارف ندویؔ(مہتمم جامعہ ابوالحسن علی ندوی، دیانہ)

اسلام دین فطرت ہے، اس دین فطرت میں انسانوں کو اپنی فطری خواہشات اور ضرورتوں کو کچل ڈالنے کا نہیں بلکہ شریعت کے بتلائے ہوئے جائز ومباح طریقہ سے اس کی تکمیل کا حکم دیا گیا ہے، جنسی خواہشات کی تکمیل بھی انسانوں کی فطری ضرورتوں میں سے ہے، جس کی تکمیل کے لئے شریعت مطہرہ میں ایک انتہائی باعزت طریقہ بتلایا گیا ہے، اور وہ ہے ''نکاح'' نکاح کے پورے عمل کو انتہائی آسان اور سہل بنایا گیا ہے، تاکہ انسان کی اس فطری خواہش کی تکمیل میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

لیکن افسوس کہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد نے آج نکاح اور شادی بیاہ کو رسم ورواج کی بیڑیوں سے ایسا بوجھل بنادیا کہ شادی انتہائی مشکل اور مہنگی ہوگئی ہے، جہیز کا مطالبہ، بڑی بڑی باراتیں، لمبی چوڑی دعوتیں، اعلیٰ قسم کے ڈیکوریشن، کپڑے لتوں اور زیورات کی کثرت، مختلف رسوم کے نام پر رقومات کا لین دین ان ساری چیزوں نے معاشرہ کو تباہ کرکے رکھ دیا ہے، اب شادی مہنگی ومشکل اور زنا سستا وآسان ہوگیا ہے۔ غریب ماں باپ اور ان کی نوجوان اولادیں ان اخراجات کے متحمل نہ ہونے کے باعث ڈپریشن کا شکار ہورہے ہیں، جس کے نتیجہ میں خودکشی کے واقعات رونما ہورہے ہیں،، جہیز کا مطالبہ ایک مستقل ناسور بن گیا ہے، جس نے ہزاروں ،لاکھوں دلہنوں کو زندہ نذر آتش اور ان کے بوڑھے والدین کو زندہ درگور کردیا ہے۔

ان حالات میں شادی بیاہ کے طور طریقوں سے متعلق مسلمانوں میں بیداری پیدا کرنا، نکاح سے متعلق شریعت کے سادہ وآسان طریقوں کو خوب بیان کرنا، نوجوان جوڑوں اور

ان کے والدین کوشادی کی تقریبات سادگی کے ساتھ، مسنون طریقہ کے مطابق انجام دینے کی ترغیب دینا صرف علماء وائمہ اور اصلاح معاشرہ کے علمبرداروں کا نہیں بلکہ ہر باشعور صاحب ایمان مردوعورت کا کام ہے، تاکہ مسلم معاشرہ کوایک بھیانک تباہی سے بچایا جاسکے۔

پیش نظر کتابچہ اسی مقصد کی تکمیل کے لئے ہے، مختلف نامور علماء وخطباء کی تحریریں اور تقریریں اس موضوع پر ملتی ہیں، ان ہی میں شہر مالیگاؤں کے مشہور و بلند پایہ عالم دین، نامور خطیب وجلیل القدر شیخ الحدیث حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات بھی ہیں جن میں سے بعض ضبط تحریر میں آ گئے، مولانا مرحوم کے لائق وفائق فرزند حضرت مولانا محمد عمرین محفوظ ملی رحمانی زید مجدہم کی نظر ثانی اور قاری حفیظ الرحمٰن شمسیؔ صاحب کی کوششوں سے اس سے قبل بارہا شائع ہوکر مقبول ہو چکے ہیں، لیکن ایک عرصہ سے اس کے نسخے بالکل ختم ہو چکے تھے، راقم الحروف کی خلیری ہمشیرہ نے اس کی افادیت محسوس کرتے ہوئے اس عاجز سے اس کی اشاعت کی خواہش ظاہر کی اور اپنی جانب سے اور اپنے حلقہ خواتین کی جانب سے اس کے لئے سرمایہ کا انتظام بھی کیا، چنانچہ اس عاجز نے عزیز محترم مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی صاحب سے وہ خطبات طلب کئے تو موصوف نے انتہائی خندہ پیشانی سے وہ خطبات نظر ثانی، حوالہ جات وہ ذیلی عنوانات کے اضافہ کے ساتھ ٹائپ شدہ شکل میں عنایت فرمادیا اور مزید کرم یہ فرمایا کہ راقم کی درخواست پر از سر نو ایک جاندار و شاندار تقریظ تحریر فرمائی۔ **فجزاہ اللہ خیرا ورفع شانہ**

چنانچہ یہ کتابچہ مالیگاؤں کے نوخیز ادارے جامعہ ابوالحسن علی ندویؒ، دیانہ کی جانب سے شائع کیا جارہا ہے۔ میں شکر گزار ہوں قاری حفیظ الرحمٰن شمسیؔ صاحب، مولانا اطہر ندوی صاحب، مولانا محمد عابد ندوی وجناب رضوان حارث صاحبان کا جن کے عملی تعاون سے اس کتابچے کی اشاعت آسان ہوئی، امید کہ اس کے ذریعہ نفع عام ہوگا اور لوگ اپنے طور پر بھی اسے شائع کر کے تقسیم کریں گے۔ **واللہ الحمد أولاً وآخراً**

تقریظ

کوئی سولہ سترہ برس پہلے کی بات ہے، میری طالب علمی کا دور تھا، مادر علمی معہد ملت میں ریاض الصالحین کے درس میں ہم لوگ شریک تھے، وہ حدیث شریف درس میں آئی جس میں خطابت نبوی کا تذکرہ ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرماتے تھے تو آپ کی آواز بلند ہوجاتی تھی، چہرے کا رنگ سرخ ہوجاتا تھا، اور آپ کا انداز ایسا ہوتا تھا گویا کہ آپ کسی لشکر کو ڈرا رہے ہوں، استاد محترم مولانا جمال عارف ندوی صاحب نے حدیث شریف کی تشریح کی، محدثین کی آراء کا تذکرہ کیا، پھر فرمایا کہ میں نے خطابت نبوی کی بھرپور جھلک مولانا محفوظ الرحمن قاسمیؒ کی تقریروں میں دیکھی ہے، وہ بھی جب بولتے تھے تو ان کی آواز میں بلندی آجاتی تھی، چہرہ پر پسینے کے قطرے نمودار ہوجاتے تھے، اور خطابت نبوی کے طرز پر وہ مختصر اور جامع خطاب فرماتے تھے، مولانا محترم کا یہ تجزیہ بالکل درست ہے، میں نہیں جانتا کہ ابا جی مرحوم نے باضابطہ اس کی مشق کی تھی یا پھر یہ قدرت کا عطیہ اور اتباع سنت کا کرشمہ تھا، اب بھی ان کی تقریریں سنتا ہوں تو دل پر خاص اثر ہوتا ہے، ایسا لگتا ہے کہ ان کی تقریروں اور خطابت میں ان کا کردار بول رہا ہے، زبان کے دھنی اور خطابت کے شہسوار تو اب بھی بڑی تعداد میں ہیں، لیکن کہے ہوئے کو کر دکھانے والے، اور شرف وشعور کے باوجود مزاج بندگی کے ساتھ جینے والے کل بھی تھوڑے تھے اور اب بھی بہت ہی کم ہیں انگلیوں پر گنی جانے والی تعداد میں!

ابا جی مرحوم باکمال خطیب تھے، وہ بڑی محنت اور تیاری کے ساتھ تقریر کرتے تھے، ان کا ذہن وذوق یہ نہیں تھا کہ فی البدیہہ تقریر کی جائے، اور ذہن میں رطب ویابس جو بھی آئے اسے سامعین کے سامنے پیش کردیا جائے، وہ کہا کرتے تھے کہ وقت امانت ہے، سننے والے اگر اپنا وقت فارغ کرکے آئیں تو انہیں ایسی باتیں سنائی اور بتائی جائیں جو ان کے لیے مشعل راہ اور مینارۂ نور ہوں، شہر عزیز (مالیگاؤں) کی رحمانی مسجد نیا پورہ میں جمعہ کے دن بعد نماز عشاء ان کی

تقریر ہوتی تھی، جس میں عوام وخواص قابل لحاظ تعداد میں شریک ہوتے تھے، وہ اس تقریر کی تیاری سنیچر کے دن سے شروع کر دیتے تھے، پہلے موضوع متعین کرتے، پھر اس موضوع پر بھر پور مطالعہ کرتے، پھر پڑھی گئی باتوں میں سے انتخاب کرتے بعد ازاں اسے ترتیب دیتے، اس کا خلاصہ ایک کاغذ پر لکھتے، اور رحمانی مسجد میں تقریر کے وقت سے ایک گھنٹہ پہلے پہونچ جاتے اور تنہا بیٹھ کر تقریر کے لکھے ہوئے خلاصے اور اشاریئے کے مطالعہ میں منہمک رہتے، رحمانی مسجد کے عمر رسیدہ مؤذن صاحب (جو اللہ کو پیارے ہوگئے) نے خود مجھے یہ بات بتلائی تھی کہ آپ کے والد ماجد مسجد میں ایسے وقت آجاتے تھے کہ جب مسجد میں صرف میں ہوتا تھا، اور عشاء کی اذان تک عام طور پر میرے اور ان کے علاوہ کوئی تیسرا موجود نہیں ہوتا تھا۔ ابا جی مرحوم کی یہ محنت اور تقریر کے لیے اہتمام نہ پہلے کسی شخص میں دیکھا اور نہ ان کے بعد کسی اور میں، پھر یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ وہ اتنی محنت، تیاری اور اہتمام کے بعد جو تقریر فرماتے تھے وہ عموماً پینتیس، چالیس منٹ یا کبھی صرف آدھے گھنٹے کی ہوتی تھی، ان کا یہ ذہن تھا کہ تقریر بہت لمبی نہیں ہونی چاہئے، اس سے لوگوں میں اکتاہٹ پیدا ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ ان کی تقریریں بڑی پر مغز حشو وزوائد سے پاک، اور علم وادب کی خوشبو سے معطر ہوا کرتی تھیں، افسوس کہ ان کی سینکڑوں تقریروں میں سے صرف چند تقریریں ہی محفوظ رہ سکیں، زیادہ تر تقریریں ضائع ہو گئیں، ورنہ ایک بڑا قیمتی سرمایہ امت کے پاس ہوتا۔

ابا جی مرحوم نام ونمود کے جذبے سے کوسوں دور تھے، اسی لیے مایہ ناز خطیب ہونے کے باوجود عام طور پر جلسوں میں تقریر نہیں کرتے تھے، نہ دوسرے شہروں میں تقریر کے لیے جانا ان کو پسند تھا، اسی طرح کبھی انہوں نے اپنی تقریروں کی اشاعت کا بھی انتظام واہتمام نہیں کیا، حالانکہ ان کے شاگردوں اور عقیدت مندوں کا بڑا حلقہ تھا، ان کی زندگی میں بس ان کی چار تقریریں دو الگ الگ رسالوں کی شکل میں شائع ہوئیں، وہ بھی ایک رسالہ ''نگار عالم ﷺ'' کے نام سے شائع ہوا، اور دوسرا ''نکاح ایک عبادت ہے'' کے نام سے، مؤخر الذکر رسالہ جناب قاری حفیظ الرحمن شمسی صاحب نے اپنی نگرانی میں شائع کیا، اور اس کے متعدد ایڈیشن طبع

ہوئے، اب یہی رسالہ میرے استاذ محترم مولانا جمال عارف ندوی صاحب (بانی و مہتمم جامعہ ابوالحسن ، مالیگاؤں) اپنے ادارے جامعہ ابوالحسن علی ندویؒ کی جانب سے شائع کررہے ہیں۔

اس رسالہ کی دونوں تقریریں نکاح سے متعلق ہیں، کتاب وسنت کی روشنی میں بڑی اہم اور قیمتی باتیں ان دونوں تقریروں میں بیان کی گئی ہیں، جہاں ایک طرف نکاح کی اہمیت وافادیت اوراس کی شرعی حیثیت پر گفتگو کی گئی ہے، وہیں نکاح کے سلسلے میں ہندوانہ رسموں، اورغیر شرعی باتوں اور کاموں پر نکیر کی بھی گئی ہے، تازہ ایڈیشن کی اشاعت سے پہلے راقم الحروف نے ان دونوں تقریروں پر نظر ثانی کی ہے، پروف کی جو غلطیاں پچھلے ایڈیشنوں میں رہ گئی تھیں، ان کو دور کردیا گیا ہے، اور کہیں کہیں معمولی اضافہ بھی کیا گیا ہے، قرآن پاک کی آیتوں اوراحادیث کے حوالے بھی پہلے درج نہیں تھے، اس مرتبہ یہ کمی بھی دور کردی گئی ہے، اورحوالے لکھ دیئے گئے ہیں، اس لحاظ سے یہ تازہ ایڈیشن پہلے کے مقابلے میں زیادہ مفیداور کارآمد ثابت ہوگا۔ باذن اللہ!

شکرگذار ہوں جناب قاری حفیظ الرحمن شمسی صاحب کا کہ انہوں نے سب سے پہلے اس رسالہ کو مرتب کیا اوراس کی اشاعت کا انتظام واہتمام کیا، اسی طرح مولانا جمال عارف ندوی صاحب زیدمجدہم کا بھی دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ اس رسالے کا تازہ ایڈیشن اہتمام سے شائع کررہے ہیں، اللہ پاک اباجی مرحوم کی مغفرت فرمائے، اس رسالے کو ان کے حق میں صدقہ جاریہ بنائے اور رسالے کے مرتب، ناشراوراس کو عام کرنے میں دلچسپی لینے والے تمام مخلصین کو اللہ تعالیٰ بہتر جزاعطا فرمائے۔ (آمین یارب العالمین)

محمد عمرین محفوظ رحمانی

۱۵؍ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ

یکم دسمبر ۲۰۲۰ء

نکاح ایک عبادت ہے

جسے عبادت کے طرز پر انجام دینا چاہئے

حضرت مولانا محفوظ الرحمان قاسمیؒ جمعہ کے دن دو تقریریں فرمایا کرتے تھے، ایک جمعہ کی نماز سے پہلے، جو شہر کی جامع مسجد اور دیگر مساجد میں ہوتی تھیں، اور دوسری تقریر بعد نماز عشاء رحمانی مسجد نیاپورہ میں، ان دونوں تقریروں میں بڑی تعداد میں لوگ شریک ہوتے تھے، خاص طور پر رحمانی مسجد نیا پورہ میں عام لوگوں کے ساتھ خواص کا قابل لحاظ مجمع ہوتا تھا، اور مولانا مرحوم بڑی تیاری کے ساتھ اہم موضوعات پر اظہار خیال فرمایا کرتے تھے، مندرجہ ذیل تقریر انہوں نے رحمانی مسجد نیاپورہ میں ۳۰/اپریل ۱۹۹۳ء کو کی جس میں نکاح کی اہمیت اور اسلام میں اس کی حیثیت پر خوبصورت انداز میں گفتگو کی گئی ہے اور جہیز سے بچنے کی تلقین بھی موجود ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَفٰی وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی مَنِ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ! اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَیَضَعُ عَنْھُمْ اِصْرَھُمْ (سورہ اعراف: ۱۵۷)

محترم سامعین! معاشرہ کی صلاح وفلاح میں تمدن کی تعمیر میں اور نظام عفت وعصمت میں نکاح کا جو مقام ہے۔ یا اسے جو امتیازی درجہ حاصل ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اسلام سے پہلے دنیا پر ایسے فکر ونظر کی حکمرانی تھی بلکہ یوں کہہ لیجئے کہ آج بھی دنیائے انسانیت پر ایسا فکر ونظر مسلط ہے، جس نے معاشرہ کو تباہی وبربادی کے غار تک پہنچا دیا کہ اے لوگو! اگر خدا کا تقرب اس کی رضا وخوشنودی چاہتے ہو تو علائق دنیا سے الگ رہو دنیا سے یکسر منھ موڑ لو یہاں تک کہ نکاح بھی نہ کرو۔ رشتۂ ازدواج میں منسلک ہونا ان کے نزدیک بہت بڑا گناہ تھا۔ عیسائیوں میں رہبانیت اور ہندوؤں میں دیوداسیت کا کلچر اسی تصور کے ماتحت وجود میں آیا۔ عریانیت اور فحاشی شیوہ بنا۔ عبادت گاہوں کا تقدس پامال ہوا، تفصیل کے لئے لیکی کی تاریخ اخلاقِ یورپ نامی کتاب دیکھو۔

نکاح سے متعلق احادیث

یہ صرف اور صرف سید الاولین وال آخرین اشرف الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کارنامہ ہے جنہوں نے انسانیت کو سیدھا راستہ بتایا اور معاشرہ کی اصلاح کی، اس کو فسق و فجور سے پاک کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(۱) النکاح من سنتی فمن لم یعمل بسنتی فلیس منی۔ (ابن ماجه)

نکاح میری سنت ہے جس نے اس پر عمل نہیں کیا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(۲) یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج فانه اغض للبصر و احصن للفرج ومن لم یستطع فعلیه بالصوم فانه له وجآءٌ (متفق علیه) اے نوجوانو! نکاح کی استطاعت ہو تو ضرور کرو اور اگر مجبوری ہو تو کثرت سے روزہ رکھو، نظر کو نیچی رکھنے اور عفت و عصمت کی حفاظت میں اس سے بہتر کوئی شئے نہیں ہے۔

(۳) من کان موسرا لان ینکح ثم لم ینکح فلیس منی (طبرانی)

جسے اللہ نے قدرت عطا کی اس کے باوجود نکاح نہیں کرتا ہے تو وہ ہم میں سے نہیں۔

(۴) لا رھبانیۃ فی الاسلام (شرح السنۃ بغوی)

اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔

(۵) الدنیا متاع و خیر متاع الدنیا المرأۃ الصالحۃ (نسائی)

دنیا ایک بازار ہے اور نیک وصالح عورت اس بازار کی سب سے بہترین چیز ہے۔

(۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سعید بن جبیر کو ترغیب نکاح دیتے ہوئے فرمایا: نکاح میں تاخیر مت کرو اس لئے کہ اس امت میں سب سے افضل و اعلیٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور ان کی بیویوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔

(۷) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین چیزوں میں تاخیر مت کرو، جب نماز کا وقت ہو جائے، جب جنازہ سامنے آجائے اور جب نکاح کے لئے مناسب رشتہ اور جوڑ مل جائے۔ (ترمذی)

ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بے نکاحی عورت اور مرد کو مسکین فرمایا۔ (مجمع الزوائد بحوالہ معجم

طبرانی) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو چاہے اللہ سے طاہر و مطہر اور پاک ہوکر ملے اسے چاہئے کہ وہ نکاح کرے، مسند احمد کی روایت ہے جسے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عکاف بن بشیر تمیمی رضی اللہ عنہ جو باوجود استطاعت کے شادی نہیں کرتے تھے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: تب تو تم شیطان کے بھائی ہوا گر عیسائیوں میں سے ہوتے تو پادری بنائے جاتے۔لیکن ہمارے دین میں نکاح سنت ہے۔کنوارے لوگ تم میں بدترین لوگ ہیں جن کی موت بھی بدترین ہے۔تم شیطان کو کیوں موقعہ دیتے ہو کہ تم کو فسق و فجور اور گناہ کی طرف لے جائے۔شیطان کا بہترین ہتھیار یہ عورتیں ہیں۔شادی شدہ لوگ ہی پاک وصاف ہیں کیا تم نے نہیں دیکھا کہ عورتوں نے ایوب علیہ السلام، داؤد علیہ السلام، یوسف علیہ السلام اور کرفس کے ساتھ کیا کیا۔کرفس ایک یہودی تھا۔ساحل سمندر پر تین سو سال تک اللہ کی عبادت کی پھر ایک عورت کی زلف گرہ گیر کا اسیر ہوا۔اس کے عشق میں مبتلا ہوا عبادت و ریاضت سب بھول گیا۔یہاں تک کہ اس کی محبت میں کفر تک کا ارتکاب کیا، بعد میں پھر تائب ہوا۔عکاف! تم شادی کرو ورنہ تمہارا شمار بدبختوں میں ہوگا۔پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی فرمائش پر ان کا نکاح کریمہ بنت کلثوم حمیری نامی خاتون سے کردیا۔(مجمع الزوائد ص ۲۵۳)

(۸) حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: من تزوج فقد استکمل نصف الایمان فلیتق اللہ فی النصف الباقی (مشکاۃ المصابیح)

جس نے نکاح کرلیا اس نے آدھا ایمان مکمل کرلیا اور باقی آدھے میں اب وہ اللہ سے ڈر کر زندگی بسر کرے۔

ملازمت کے انتظار میں نکاح مؤخر نہ کریں

محترم سامعین! غور کیجئے کہ یہ حدیثیں کیا بتلاتی ہیں کیا پیغام دیتی ہیں؟ ان ارشادات نبوت کا نچوڑ یہ ہے کہ نکاح ایک عبادت ہے۔لہذا اس کے لئے جو بھی سہولت اور آسانی ہو فراہم کرنی چاہئے اور جتنی رکاوٹیں ہوں سب کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔معیار زندگی کی بلندی، دولت کی حرص وہوس یہ بھی بڑی رکاوٹ ہے عام رجحان یہی ہے ملازمت پر فائز ہوجائیں گے۔

نوکری مل جائے گی تو شادی کریں گے ۔ ہماری آمدنی بڑھ جائے گی تو شادی کریں گے۔ ابھی نکاح کرلیں تو یہ نیا مالی بجٹ کیسے پورا کریں گے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بے نکاحی عورتوں اور مردوں کی تعداد میں بکثرت اضافہ ہوا اور ہورہا ہے۔ متوسط عمر بلکہ اس سے آگے کی عمر تک پہنچ جاتے ہیں اور شادی نہیں کرتے۔ ظاہر ہے کہ پھر معاشرے میں فسق و فجور نہیں پھیلے گا تو اور کیا ہوگا؟ اسلام نے اس کو خدا کی رزاقیت کے ساتھ بدگمانی تصور کیا ہے۔ مکہ کے لوگ فقر و فاقہ کے ڈر سے اولاد کو قتل کردیتے تھے، قرآن میں ارشاد ہوا کہ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ (سورہ انعام:۱۵۱) اپنی اولاد کو فقر و فاقہ کے ڈر سے قتل نہ کرو، تمہیں بھی ہم ہی روزی دیتے ہیں، اور ان کو بھی ہم ہی روزی دیں گے۔

نکاح مال واسباب میں برکت کا ذریعہ ہے۔

نکاح تو خود مال واسباب کی برکت کا ذریعہ ہے، قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ (سورہ نور آیت:۳۲) غیر شادی شدہ مرد عورت کی شادی کردو اگر وہ فقیر و محتاج ہوں گے تو اللہ اپنے فضل و کرم سے ان کو مالدار کردے گا۔

اسی طرح حدیث میں ہے تزوجوا النساء یاتینکم بالاموال شادی کرلو انہیں عورتوں کے ذریعہ تم کو مال میں برکت عطا کرے گا یعنی نکاح برکت کا ذریعہ ہے۔

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تین شخصوں کی مدد فرماتے ہیں ان کی اعانت کا ذمہ لیتے ہیں۔ غلام آزاد کرنے والا، بنجر زمین آباد کرنے والا، خدا کے بھروسے پر نکاح کرنے والا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف رکھتے تھے ایک صحابی نے حاضر خدمت ہوکر تنگدستی کا شکوہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا نکاح کرلو، کچھ دنوں کے بعد آکر پھر شکایت کی، فرمایا ایک اور نکاح کرلو۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ہم کو حضرت عمرؓ کی روایت پہونچی ہے کہ ان یکونوا فقراء اس آیت کو پڑھنے کے بعد اگر کوئی شخص نکاح نہ کرے تو ایسا شخص احمق اور بیوقوف ہی ہوسکتا ہے۔

اسلام نے ذات پات کی حد بندیوں کو توڑا

دوسری بڑی رکاوٹ وہ ہے جس کو ذات پات کا نظام کہتے ہیں ۔ یہ طبقاتی حد بندیاں اتنی شدید تھیں کہ ایک ذات کی شادی دوسری ذات سے ہو ہی نہیں سکتی تھی آپ ذرا بتا دیں اسی دنیا میں بڑے بڑے مصلحین انسانیت میں مساوات کے نام پر اٹھے ۔ گرجے اور برسے کہ وہ دنیا سے طبقاتی نظام کا خاتمہ کردیں گے ۔ مگر اس نظام کو توڑنے کے لئے کوئی اسوہ کوئی نمونہ ان کا موجود ہے؟ گاندھی جی نے مدت تک دلتوں اور پچھڑے سماج کے لیے آواز اٹھائی، لیکن کیا گاندھی جی نے اپنے خاندان کی کوئی لڑکی ہریجن کے نکاح میں دی یا کوئی ہریجن لڑکی سے اپنے خانوادے کا رشتہ کیا؟ ہرگز نہیں ۔لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مساوات کی تعلیم دی طبقاتی حد بندیوں کو ختم کرنے کا بیڑہ اٹھایا جب آپ نے دنیا کو یہ تصور دیا کہ سارے انسان برابر ہیں تو اپنے خاندان قریش کی لڑکی زینب کا نکاح زید بن حارثہ سے کر دیا۔ جو ایک غلام تھے اس تعلیم کا کتنا عمیق اور گہرا اثر معاشرے پر پڑا کہ جب حضرت بلال حبشیؓ نے شادی کا ارادہ کیا تو اکابر صحابہ نے اپنے خانوادوں کی پیش کش کی۔ علامہ شبلی نعمانیؒ نے بہترین انداز میں اس کو نظم کی شکل میں پیش کیا ہے۔

جب یہ چاہا کہ کریں عقد مدینے میں کہیں
جا کے انصار و مہاجر سے کہا یہ کھل کر
میں غلام حبشی اور حبشی زادہ بھی ہوں
یہ بھی سن لو کہ مرے پاس نہیں دولت و زر
ان فضائل پہ مجھے خواہش تزویج بھی ہے
ہے کوئی جس کو نہ ہو میری قرابت سے حذر
گردنیں جھک کے یہ کہتی تھیں کہ دل سے منظور
جس طرف اس حبشی زادہ کی اٹھتی تھی نظر

نکاح کی بنیاد کیا ہو؟

اسلام نے دین و دیانت تقویٰ و پرہیزگاری کو فوقیت دی ہے حسب نسب وغیرہ کو اتنی اہمیت نہیں

دی کہ نکاح اس پر موقوف ہو۔ **اتفقو اعلی ان الدین معتبر فی ذالک** علماء کا اس بات پر اجماع اور اتفاق ہے کہ نکاح کے معاملے میں دین اور دیانت ہی کا لحاظ کیا جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **تنکح المرأة لاربع لمالها ولحسبها ولجمالها ولدينها فاظفر بذات الدين تربت يداك (بخاری)** کسی عورت سے شادی کبھی اس کے مال کی وجہ سے، کبھی حسب ونسب کی وجہ سے اور کبھی حسن و جمال کی وجہ سے اور کبھی اس کی دین داری کی وجہ سے کی جاتی ہے تو تم اس کی دینداری کو دیکھو اسلام میں دین کے سوا جمال اور مال اور حسب نسب ثانوی ہیں ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **لاتزوجواالنساء لحسنهن فعسى حسنهن أن يرديهن ولا تزوجوهن لاموالهن فعسى اموالهن ان تطغيهن ولكن تزوجوهُن على الدين ولأمةٌ سوداءُ خرماء ذاتُ دينٍ افضلُ (سنن ابن ماجه)** حسن و جمال کی وجہ سے عورتوں سے شادی مت کرو۔ بہت ممکن ہے ان کا حسن ان کو تباہی و بربادی تک پہنچا دے اور نہ ان کے مال کی وجہ سے ان سے شادی کرو، بہت ممکن ہے ان کا مال انہیں سرکشی پر آمادہ کردے اور وہ تمہاری اطاعت وفرمانبرداری نہ کریں۔ البتہ دین کو ترجیح دو ایک کالی کلوٹی دیندار باندی حسن و جمال والی عورت سے افضل ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے **من نكح امراة لغرهالم يزده الله الا ذلا ومن نكح لمالها لم يزده الله الا فقرا (كنز العمال)** جس کسی نے مال ودولت دیکھ کر نکاح کیا اللہ اس کے فقر ومحتاجگی میں اضافہ کرے گا۔ عزت وشہرت کو نگاہ میں رکھا تو اللہ اسے ذلیل کرے گا۔ حسب ونسب کو منظور نظر بنایا تو بدنامی کے سوا کچھ نہ ہاتھ آئے گا۔ ہاں اگر شادی اس نیت سے کی کہ اللہ اس کے ایمان دین و دیانت اور اس کی نگاہوں کی حفاظت فرمائے تو اللہ ایسے نکاح میں برکت عطا کرے گا۔ اسلام کا نقطہ نظر مال کے سلسلے میں یہ ہے کہ **المال فان** مال ودولت آنی جانی چیز ہے۔

من کی دنیا ہاتھ آتی ہے تو پھر جاتی نہیں
تن کی دنیا چھاؤں ہے آتا ہے دھن جاتا ہے دھن

حسن و جمال بھی سدا باقی رہنے والی چیز نہیں ہے، آج خوبصورتی ہے کل نہیں رہے گی، ایک بیماری حسن و جمال کے زوال کا سبب بن سکتی ہے، ایک حادثہ شکل وصورت بگاڑ سکتا ہے، اصل

خوبصورتی تو اعمال واخلاق کی ہے،اصل مہک تو انسان کے کردار کی ہے، جو دوسروں کیلئے دل کی خوشی اورشادمانی کا ذریعہ ہے۔

حسن صورت چند روزہ حسن سیرت مستقل
اس سے خوش ہوتی ہیں آنکھیں اُس سے خوش ہوتا ہے دل

حسن وجمال کی حقیقت مشہورشاعر اصغر گونڈوی نے یوں کھولی ہے

ہے یہ حقیقت مجاز اب کھلا ہے جا کے راز
سب ہے فریب آب وگل حسن و جمال کچھ نہیں

جہیز ایک سماجی لعنت

حیرت ہوتی ہے کہ اسلام نے جتنی رکاوٹیں تھیں سب کو ختم کرنے کی کوشش کی اور ہم ہیں کہ پھر سے اسی طوق کو گلے لگارہے ہیں بات سادہ لوح لوگوں کی نہیں تعلیم یافتہ لوگوں کی ہے کہ آج نکاح کے سلسلے میں سب سے بڑی رکاوٹ جہیز ہے اور یہ لعنت ہمارے دانشوروں جدید تعلیم یافتہ اصحاب کی وجہ سے معاشرہ میں باقی ہے الا ماشاء اللہ! آج ہمارا وہ طبقہ جو کالجوں اسکولوں یونیورسٹیوں کا پڑھا ہوا ہے ۔ یہی لمبی لمبی شرائط اور مطالبات میں پیش پیش ہے ۔ بیرون ملک اقامت کا خرچ لڑکی والوں سے مانگتا ہے اس کے بعد فلیٹ کا مطالبہ کرتا ہے پھر جدید تعیش کی چیزیں اسکو درکار ہیں ۔ اس کے بعد ملازمت کے لئے ڈونیشن کے نام پر لڑکی کے والدین سے مطالبہ کرتا ہے اور یہ اگر نہ ملے تو بات ایذا رسانی تک پہنچتی ہے ۔ بسا اوقات لڑکی کو زندگی سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے ۔ حالانکہ یہی وہ لبرل طبقہ ہے جسے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا ہے کہ جب مساوات کا صور پھونکتا ہے ۔ حریت اور آزادی کی بات کرتا ہے، حقوق نسواں پر لب کشائی کرتا ہے تو انداز ایسا ہوتا ہے کہ اسلام نے تو عورتوں کو حقوق ہی نہیں دیئے ہیں ۔ مردوں کے برابر ان کے حقوق ہونا چاہئے ۔ بلکہ یہ لوگ تو لیڈیز فرسٹ کا نعرہ لگاتے ہیں ۔ دین کی تعلیمات کو فرسودہ اور غیر ترقی یافتہ بتلاتے ہیں ۔ یہی مساوات کا نعرہ لگانے والے اور حقوق نسواں کی بات کرنے والے جہیز کے معاملے میں آخر مساوات کی تعلیم کا لحاظ کیوں نہیں کرتے؟ جیسے انہیں یہ طویل و

عریض مطالبات کا حق ہے تو عورت کو یہ حق کیوں نہیں دیا جاتا کہ وہ بھی مطالبات کی ایک فہرست پیش کرے اور آپ اسے بھی پورا کریں۔

ایک دلچسپ قصہ

اگر ایسا ہوا تو معاملہ اس واقعہ جیسا ہوگا جو حضرت سعید بن مسیب کے ساتھ پیش آیا تھا، یہ سید التابعین تھے علم و عمل اور اخلاق و کردار میں بڑے اونچے مقام پر تھے، دین اور علم دین کی بڑی خدمت انہوں نے انجام دی، ایک مرتبہ خلیفہ وقت نے ان سے کہا کہ آپ میری دو باتیں مان لیں حضرت سعید ابن مسیب نے فرمایا ضرور! ہم آپ کی دو باتیں مان لیتے ہیں مگر آپ ہماری صرف ایک بات مان لیجئے گا، خلیفہ نے کہا ٹھیک ہے، اب حضرت سعید نے کہا: فرمایئے! وہ دو باتیں کیا ہیں؟ کہا آپ اپنا باغ سرکار کو عطا فرمادیں ورنہ بحق سرکار ضبط کرلیا جائے گا فرمایا لے لیجئے۔ دوسری بات کیا ہے؟ خلیفہ وقت نے کہا فلاں قطعہ زمین آپ ہمیں دے دیں۔ فرمایا دے دیا۔ اب خلیفہ نے کہا: کہیے آپ کی ایک بات کیا ہے؟ فرمایا: آپ نے جو لیا ہے اسے واپس کردیجئے۔ بس میری یہی ایک بات ہے۔ سو اگر عورت کو حق دیا جائے کہ وہ صرف اتنا کہہ سکے جو کچھ لیا گیا ہے وہ واپس فرمادیں۔ کم از کم حقوق نسواں کے نام پر آپ ایک بات تو ان کی مان لیجئے۔

آج جہیز نے جس قدر مصیبت میں ڈالا ہے اور معاشرہ کے لئے فتنہ سامانی کا سبب بنا ہے، اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا اس کا احساس سب سے پہلے اگر تعلیم یافتہ طبقہ کو نہ ہو تو بتاؤ کس کو ہونا چاہئے۔ حیدرآباد کے تعمیر ملت کی رپورٹ کے مطابق 35/ہزار لڑکیاں ایسی ہیں جن کی عمر پینتیس سے چالیس سال تک ہوگئی ہے اور جہیز کی وجہ سے ان کی شادی نہیں ہورہی ہے۔

ایک دردناک واقعہ

مولانا محمد عثمان فارقلیط صاحب رحمۃ اللہ علیہ، جو بڑے عالم دین، بلند پایہ انشاء پرداز اور صحافی تھے۔ برسوں ''الجمعیۃ'' کے ایڈیٹر رہے ان کی تحریریں نہایت عمدہ اور پرشکوہ ہوتی تھیں۔ ایک مرتبہ خود اپنا ذاتی واقعہ لکھا کہ امروہہ میں میرے ایک شناسا تھے۔ ان سے اچھی راہ و رسم تھی ایک دن شاہراہ کے کنارے اس حالت میں ملے کہ وہ بھی تھے اور ان کے ساتھ دو چار برقعہ پوش

خواتین اور چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے، میں نے کہا ''کہاں کا ارادہ ہے؟'' اتنا کہنا تھا کہ وہ بس رو پڑے، اور بہت روئے، میں حیرت و استعجاب میں غرق ہو گیا کہ خدانخواستہ کسی عزیز قریب کی میت میں جا رہے ہیں۔ یا کوئی بیمار ہے۔ میں نے تسلی دی جب تھوڑا سکون ہوا تو کہنے لگے فارقلیط صاحب! یہ جو میرے ساتھ خواتین ہیں ان میں میری تین بچیاں ہیں۔ میں نے بہت کوشش کی کہ ان کا کوئی مناسب رشتہ ہو جائے مگر نہ ہو سکا۔ جس سے بات کی سب نے خطیر رقم اور جہیز کا مطالبہ کیا، اب میں نے طے کیا ہے کہ جا کر عیسائی بن جاؤں گا، ان کے امداد و تعاون سے کم سے کم میری بچیوں کا رشتہ تو ہو جائے گا۔ اللہ کے بندو! ہم نے دین اسلام کو تباہ و برباد کرنے کا سامان اپنے ہاتھوں سے کیا اور کچھ بھی سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کا پاس ولحاظ نہ کیا ذرا سوچو تو سہی کہ

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

کفن دینا تجھے بھولے تھے ہم اسباب شادی میں

میر تقی میر مشہور شاعر گزرے ہیں، انہوں نے اپنی بیٹی کی شادی کی اور مقدور بھر جہیز دیا اس میں وہ بہت زیادہ زیر بار ہو گئے اور بڑے قرض کا بوجھ ان پر آ گیا۔ لڑکی کو جب معلوم ہوا تو وہ صدمہ سے نڈھال ہو گئی اور شادی کے کچھ دنوں کے بعد اس کا انتقال ہو گیا۔ میر تقی میرؔ کو معلوم ہوا دوڑے دوڑے آئے دیکھا ان کی نورِ نظر بچی کی لاش رکھی ہوئی ہے اس موقع پر بڑا پر درد شعر انہوں نے کہا:

اب آیا ہے خیال اے آرام جاں اس نامرادی میں
کفن دینا تجھے بھولے تھے ہم اسباب شادی میں

مورخین نے لکھا ہے کہ اس کے بعد میر تقی میرؔ بہت اداس رہنے لگے اور کچھ ہی دنوں کے بعد انتقال کر گئے، اس طرح دنیا ایک قادر الکلام فصیح و بلیغ شاعر سے محروم ہو گئی، غالبؔ نے کہا تھا:

ریختہ کے تمہیں استاد نہیں ہو غالبؔ
کہتے ہیں اگلے زمانے میں کوئی میر تھا

جہیز جاہلیت کا آشیانہ ہے

حضرت مولانا منت اللہ رحمانی صاحب معہد ملت کے جلسہ ختم بخاری میں تشریف لائے تھے، انہوں نے اپنی تقریر میں کہا'' یہ عجیب بات ہے لڑکی کا مہر تو ادھار رہتا ہے وہ مہر مؤجل ہوتا لیکن شوہر نامدار صاحب کی مہر جہیز کی شکل میں نقد ہوتی ہے، معاملہ اب الٹا ہو گیا ہے۔

مولانا محمد یونس صاحب جو مہاراشٹر کے تبلیغی جماعت کے امیر ہیں، ان کی دینی خدمات بہت عظیم ہیں وہ دین کے داعی اور نقیب ہیں، ایک تقریر میں فرمایا'' زندگی بھر ہم نے اپنے نورِ نظر لختِ جگر کو پالا، پوسا اس کے کپڑے بنائے اس کی پرورش کی اور جب شادی کی تو بھیک کے جوڑے میں، ہمیں غیرت نہیں آتی ہے۔ حضرت کا اشارہ اس طرف تھا کہ لڑکے کا جوڑا دلہن والے بناتے ہیں۔ اور باقاعدہ اس کا مطالبہ لڑکے والوں کی طرف سے ہوتا ہے کہ ایسا سوٹ ہونا چاہئے، اور ویسا جوڑا ہونا چاہئے۔

حضرت مولانا علی میاں ندوی مایہ ناز مفکر اور عالم دین ہیں، فرماتے ہیں'' جاہلیت ہر ہر زمانے میں گھونسلہ بناتی ہے، اپنا آشیانہ بناتی ہے، آج کے دور میں اس نے جہیز کی شکل میں اپنا آشیانہ بنایا ہے''۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی نہ جہیز لیا ہے نہ دیا ہے، حضرت فاطمہ ؓ کو جو کچھ تھوڑا سا سامان عطا فرمایا وہ اس لئے کہ خود حضرت علی ؓ آپ کی کفالت میں تھے۔ ان کی پرورش آپ نے اپنے ذمہ لے رکھی تھی اور وہ بھی حضرت علی ؓ کو فرمایا اپنی ڈھال بیچ کر آؤ تا کہ کچھ سامان خرید لیا جائے۔ واقعات کی تفصیل کے لئے سیرت کی کتابیں دیکھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور بھی بیٹیاں تھیں، مگر کسی کے متعلق کوئی ذکر نہیں آتا، اگر یہ چیز ضروری ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ترغیب ضرور دیتے۔

لڑکیوں کو جہیز کے بجائے میراث میں حصہ دیں

ہمارے فقہاء کی کتابوں میں عجیب وغریب حکم ملتا ہے، کسی زمانے میں لڑکی کے اولیاء لڑکی کی طرف سے شادی کے وقت مال کا مطالبہ کرتے تھے تو فقہاء نے فرمایا یہ حرام و ناجائز ہے۔ آج زمانے نے اپنا رُخ بدلا اب لڑکے کے اولیاء یہی مطالبہ کرتے ہیں لہٰذا اس کے ناجائز اور حرام ہونے میں ادنیٰ سا کلام نہیں۔ یہ اسلام پر سب سے بڑی تہمت ہوگی کہ ہم جہیز کو اسلام میں داخل

کرلیں، جورسم غیر مسلموں کی ہے اس کا اسلام سے کیا واسطہ، کیا تعلق؟ غیر مسلموں کے یہاں لڑکی کو میراث میں حصہ نہیں، اس لئے وہ اس موقع پر ایک خطیر رقم دے دیتے ہیں اور پھر اس کا رشتہ ماں باپ کے یہاں سے بالکل کٹ جاتا ہے، ایک صحافی کے الفاظ میں دھان کے پودے کی طرح ایک جگہ سے اکھاڑ کر اس کو دوسری جگہ لگا دیا جاتا ہے، جب کہ اسلام میں عورت اپنی ہر حیثیت میں میراث کی مستحق ہے، چاہے ماں ہو، بیوی ہو، لڑکی ہو، یا بہن وغیرہ۔

کفر کو اسلام پر ہنسنے کا موقع نہ دیں

شاعر کہتا ہے ؎

کعبہ آباد است از اصنام ما
خندہ زن کفر است بر اسلام ما

ایسی حرکتوں سے کفر اسلام پر ہنستا ہے، یہ بات اسلام کی توہین ہے، لہٰذا حد درجہ ایسی باتوں سے احتراز کرنا چاہئے، جب نکاح ایک عبادت ہے تو اس عبادت کو معصیت سے آلودہ نہیں کرنا چاہئے، عبادت اس کو کہتے ہیں جس سے معبود خوش ہو اور جو چیز معصیت اور گناہ ہے، اللہ تعالیٰ اس سے کس طرح خوش ہوں گے؟ اسلام کی تعلیم سادہ اور شفاف ہے۔ دنیائے انسانیت کیلئے ترقی کی ضمانت ہے، جہیز جیسی لغو اور لایعنی باتوں کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔

نہ اس میں عصر رواں کی ہوا سے بیزاری
نہ اس میں عہد کہن کے فسانہ و افسوں
حقائق ابدی پر اساس ہے اس کی
یہ زندگی ہے نہیں ہے طلسم افلاطوں
عناصر اس کے ہیں روح القدس کا ذوقِ جمال
عجم کا حسن طبیعت عرب کا سوز دروں

اللہ تعالیٰ ہم سب کو فہم سلیم عطا فرمائے، دنیا میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اور آخرت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت عطا فرمائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت فرمائے، آپ کی محبت پر خاتمہ

فرمائے اور ہم سب کو زندگی کی آخری سانس تک اسلام اور ایمان پر قائم رکھے۔

(آمین یارب العالمین)

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

☆......☆......☆

اسلام اور حقوق نسواں

اسلام نے عورتوں کو کیا حقوق عطا کیے ہیں؟ اور کس برتاؤ کا حکم دیا ہے؟ ہم اور آپ جانتے ہیں مسلمانوں کے معاشرہ میں جو حوادث، واقعات اور جو مصائب پیدا ہو رہے ہیں اور جو ناگفتہ بہ حالات اخبار اور جرائد کی زینت بنتے ہیں، اگر آپ ان کا تجزیہ کریں گے تو قطعی طور پر اس نتیجہ پر پہونچیں گے کہ اسلام نے جو حدود، جو فرائض اور جو حقوق متعین کئے ہیں، یا تو ہم بالکلیہ ان کی طرف سے چشم پوشی کرتے ہیں، بالکل انہیں ادا نہیں کرتے، یا پھر ہم ان کی ادائیگی میں کوتاہی برتتے ہیں، اگر ہم ان فرائض اور حقوق کا لحاظ رکھیں، اپنی توجہ ان پر مرکوز رکھیں تو ہمارا معاشرہ پرسکون ہو جائے گا ، اور اتنا پرسکون ہو جائے گا کہ اعدائے اسلام اور دشمنان دین کو نظر اٹھا کر دیکھنے کی ضرورت نہیں ہوگی اور کسی تبدیلی اور کسی تغیر کی طرف ان کو دعوت دینے کی ضروت نہیں ہوگی۔ افسوس اس کا ہے کہ ہم نے اور آپ نے ان قوانین کی اور اس نعمتوں کی قدر نہیں کی جو اللہ تعالیٰ نے اور اس کے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں عطا کی ہیں، اگر آپ غور کریں گے تو آپ کی سمجھ میں یہ بات آئے گی کہ اس سے بہتر قانون کا ہونا تو دور کی بات ہے، اس کے مساوی بھی دنیا میں کوئی قانون نہیں ہے۔

جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا، جو نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

(حضرت مولانا محفوظ الرحمن قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تقریر سے اہم اقتباس)

☆......☆......☆

نکاح کوسادہ اورآسان بنائیں

مندرجہ ذیل تقریر رحمانی مسجد نیاپورہ میں ۱۵/اپریل ۱۹۹۳ء کوعوام وخواص کے منتخب مجمع کے سامنے کی گئی ،جس میں نکاح کے سلسلے میں اہم باتیں کہی گئی ہیں، نکاح کو سادہ اور آسان بنانے کی تاکید کے ساتھ اس تقریر میں کئی اہم تجویزیں بھی ہیں، جن پر عمل دنیا کی کامیابی اور آخرت کی سرخروئی کا ذریعہ ہے، نکاح کے سلسلے میں جو غلط رسمیں اختیار کر لی گئی ہیں ان پر بھی اس تقریر میں روشنی ڈالی گئی ، یہ تقریر سے زیادہ ایک عالم ربانی اور مخلص داعی کے دل کا درد ہے، جس میں مسلمانوں کے لیے بڑا سبق ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَفٰی وَالصَّلٰوۃ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اصْطَفٰی اَمَّابَعْدُ!اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسلاًمِّنْ قَبْلِکَ وَ جَعَلْنَالَھُمْ اَزْوَاجًاوَّ ذُرِّیَۃً،(سورہ رعدآیت ۳۸)

نکاح سادگی کے ساتھ کیا جائے!

محترم سامعین! ہمیں اس وقت نکاح کے فضائل سے بحث نہیں اور نہ ہی قرآن وحدیث میں ان کی جو ترغیبات وارد ہیں اس سے بحث ہے اور نہ ہی اس پہلو سے کہ نکاح ایک عبادت ہے اور یہ نصف ایمان کی تکمیل ہے بلکہ اس وقت غور کرنا ہے کہ نکاح کے سلسلے میں بہت سی رسومات اور قیودات ہیں جن کو ہم مسلمانوں نے گلے کا طوق ہاتھ کی زنجیر اور پاؤں کی بیڑی بنالیا ہے۔ ہمیں یہ طے کر لینا چاہئے کہ شادی بیاہ کے سلسلے میں صرف ان چیزوں پر اکتفا کریں جن کی تعلیم ہمیں شریعت نے دی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا ذکر جہاں قرآن نے کیا ہے۔ وہاں یہ تذکرہ بھی ہے کہ **ویضع عنھم اِصرَھم وَالاغلال التی کانت علیھم** (سورہ اعراف :آیت:۱۵۷) جو بوجھ اور بیڑیاں انہوں نے اپنے اوپر لادلی ہیں اور جن کو انہوں نے گلے کا طوق اور پاؤں کی زینت بنالیا ہے۔ نبی ان سب کو ہٹا دیتا ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **یسرا ولا تعسرا بشرا ولا تنفرا** (مسلم شریف) آسانیاں پیدا کرو، لوگوں کو مشکلات میں مت ڈالو۔ لوگوں کو خوشخبری دو اور ایسے کام مت کرو جس سے لوگوں کو دین سے نفرت پیدا ہو جائے۔ صرف اس

سے کام نہیں چلے گا کہ سادگی کی تعلیم دی جائے کہ اے لوگو! شادی بیاہ سادگی سے کرو کیوں کہ سادگی کا مفہوم امیر کے لئے الگ اور غریب کے لئے الگ ہوتا ہے۔ ایک لکھ پتی کے لئے پچاس ہزار سادگی ہے اور ایک غریب کے لئے پانچ ہزار اسراف ہے، مولانا رومی نے کہا ہے:

آسماں نسبت بعرش آمد فرود

لیک بس عالیست پیش خاک تود

پہلا آسمان نیچے بھی ہے اور اوپر بھی ہے پست بھی ہے اور بلند بھی زمین کی نسبت سے بلند ہے اور عرش اعظم کی نسبت سے پست ہے۔

ایک دلچسپ واقعہ

کہتے ہیں کہ ایک گیدڑ کی دوستی ایک اونٹ سے ہوگئی اب دونوں کہیں سفر کے لئے نکلے راستے میں ایک نہر ملی اب مسئلہ یہ تھا کہ اس کو عبور کس طرح کریں؟ اونٹ نے گیدڑ سے کہا تو یہیں ٹھہر جا میں پہلے جا کر دیکھتا ہوں کہ کتنا پانی ہے اگر کم ہوگا تو تجھ کو بلالوں گا۔ اونٹ اندر گیا پانی اس کی ران تک تھا۔ وہیں سے اس نے اپنے دوست کو آواز دیا جلدی آجا، پانی زیادہ نہیں ہے۔ گیدڑ نے کہا جو پانی تیری ران تک ہے اتنے میں تو میری سات پشتیں ڈوب جائیں گی تو جس طرح پانی اونٹ کے لئے کم تھا مگر اس کے دوست کے لئے زیادہ تھا۔ اسی طرح امیر کے لیے جو سادگی کی چیز ہے اس میں غریبوں کے جنازے اٹھ جائیں گے، امیر آدمی بہت خرچ کر کے بھی یہ کہے گا کہ میں نے سادگی کے ساتھ نکاح کیا یا کروایا ہے اور غریب شخص اس سادگی والے نکاح تک پہنچتے پہنچتے قرض کے پہاڑ تلے دب جائے گا۔

لہذا یہ کہنا کہ نکاح سادگی سے کرو اس سے اصلاح ممکن نہیں ہے۔ سادگی کا مفہوم ہر طبقہ اور ہر شخص کے لئے الگ الگ ہے۔ لہذا ہم واضح لفظوں میں آپ کو بتلاتے ہیں کہ اصلاح کس طرح ممکن ہے۔

بیجا رسوم کے خاتمہ کے لیے تین اہم باتیں

محترم سامعین! اگر آپ تین باتیں اپنالیں تو بہت حد تک اصلاح کی توقع ہے۔

۱) نکاح مسجد میں کیا جائے۔
۲) لڑکی والوں کے یہاں دعوتِ طعام نہ رکھی جائے۔
۳) بارات ختم کر دی جائے۔

اب پہلی بات کو آپ جان لیں جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ نکاح مسجد ہی میں کیا جائے اسی بات کی لوگوں کو فہمائش کی جائے اسی کی ترغیب دی جائے۔

اس کی پہلی وجہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ **اعلنوا ھذا النکاح واجعلوہ فی المساجد** (ترمذی) نکاح کا اعلان کرو اس کی تشہیر کرو تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے اور نکاح مسجد میں کرو۔ لہٰذا ہر مسلمان کو آپ کے ہر امتی کو اس کا لحاظ کرنا چاہئے اور آپ کے اس حکم کا امتثال اور اس کی فرمانبرداری کرنا چاہئے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ سید الاولین والآخرین اشرف الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لختِ جگر ،دخترِ نیک اختر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح مسجد میں ہوا جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے **بضعة منی** فرمایا (بخاری) یعنی جگر کا ٹکڑا، یہ وہی ہیں جو ''**سیدۃ نساء اھل الجنة**'' کے لقب سے ملقب ہیں ،یعنی جنتی عورتوں کی سردار، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سے بڑی محبت اور انسیت تھی ، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر سے آتے مسجد میں دو رکعت نماز ادا کرتے اور پھر سیدھے سیدہ فاطمہؓ کے گھر تشریف لے جاتے۔ علامہ اقبال نے فرمایا:

مریم از یک نسبتے عیسی عزیز	از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز
نور چشم رحمۃ للعالمیں	آں امام اولین و آخریں
بانوئے آں تاجدار ھل اتی	مرتضٰی مشکل کشا شیر خدا
مادر آں مرکز پرکار عشق	مادر آں کارواں سالار عشق

مریم تو دنیا میں صرف ایک نسبت سے پیاری ہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہیں، مگر حضرت فاطمہ زہراءؓ کو تین تین نسبتیں حاصل ہیں پھر کیوں نہ وہ دنیا کو محبوب ہوں۔ پہلی نسبت تو یہ ہے کہ وہ امام الاولین والآخرین، اشرف الانبیاء والمرسلین کی لختِ جگر اور نورِ نظر

ہیں۔ دوسری نسبت حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا کی بیوی ہیں ۔ تیسری نسبت سالار کاروان عشق حضرت حسن، حسین ؓ کی والدہ محترمہ ہیں ۔ ایسی محبوب خاتون کا نکاح اگر آقا مولیٰ مسجد میں ہی کریں تو آخر مسلمان اس اسوہ نبی کی پابندی کیوں نہیں کرتے ؟؟؟

تیسری بات جسے کہتے ہوئے ہمیں غیرت بھی آتی ہے اور شرم بھی، اے اللہ کے بندو! عیسائیوں کا اپنے مذہب سے لگاؤ نہ ہونے کے برابر ہے، کبھی وہ اپنا گرجا کو بیچ کر پیسہ وصول کر لیتے ہیں، کبھی اسی میں رقص وسرود کی مجلس بھی منعقد کرتے ہیں اور کبھی عریانیت اور فحاشی کے ساتھ دعوت بھی دیتے ہیں۔ مولانا نور محمد ٹانڈوی نے جنگ آزادی کے موقع پر جلسے میں یہ شعر پڑھے:

الٰہی خانۂ انگریز گرجا

یہ گرجا گھر یہ گرجا گھر یہ گر۔ جا

گویا نیست ونابود ہونے کا مفہوم اور گر جانے کا اشارہ خود اس کے نام میں پوشیدہ ہے مگر تا حال کلیسا کا درجہ انہوں نے اس قدر رکھا ہے کہ لڑکا اور لڑکی دونوں حاضر ہوتے ہیں اور نکاح وہیں ہوتا ہے اور دوسری طرف مسجد میں نکاح کرنے سے ہمارے امراء عار محسوس کریں اور مجلس نکاح گھر پر ہی منعقد کریں، یا پھر بڑے بڑے شادی ہال بک کروائیں، یہ بہت افسوس کی بات ہے جب کہ شریعت نے ہمارے لئے راستہ بھی کھول دیا ہے کہ لڑکی کا مجلس نکاح میں موجود ہونا ضروری نہیں ہے۔ اس کی طرف سے وکیل کافی ہے اور جب مجلس نکاح میں اس کا ہونا ضروری نہیں ہے تو آخر نکاح کا اس کے گھر میں منعقد کرنا کیا ضروری ہے؟ لہٰذا ہم تمام مسلمانوں سے یہ عرض کریں گے کہ اسے مسجد میں ہی منعقد کرنے پر اصرار کریں۔ اس سے ویڈیو اور فلم کشی اور عریانیت اور فحاشی کے بہت سے مظاہر ختم ہوکر رہ جائیں گے۔

چوتھی وجہ جس کی وجہ سے نکاح مسجد میں ہونا چاہئے یہ ہے کہ نکاح کے بعد جو دعا کی جاتی ہے دولہا دلہن کی مودت ومحبت کے لئے ان کی کامیابی وکامرانی کے لئے مسجد ہی زیادہ موزوں ہے۔ گھر کی ہنگامہ خیز فضا، طوفان محشر کا شور، ہنسی مذاق کے فوارے، شربت پینے پلانے بلکہ پھینکنے کا ہنگامہ، سگریٹ کا کش لیتے ہوئے نوجوان دھوئیں کے مرغولے، یہ فضا اس اہم دعا کے لئے جو

زندگی کا ایک نازک موڑ لئے ہوئے ہے، مناسب نہیں بلکہ ان کی خانہ آبادی، خوش حالی دین وایمان کی سلامتی باہمی الفت ومحبت کی دعا کے لئے مسجد ہی زیادہ موزوں ہے۔ مسجد میں اللہ پاک کے فرشتے آتے ہیں، جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا جاتا ہے، وہاں نورانی مخلوق حاضر ہوتی ہے، ان کا آمین کہنا کتنی برکت کی بات ہے۔

پانچویں وجہ مسجد میں نکاح کرنے کی ایک برکت یہ بھی ہوگی کہ بہت سارے اخراجات کم ہوجائیں گے، شادی کے موقعہ پر جورنگارنگی تقاریب منعقد کی جاتی ہیں، اوران پر بہت سارا پیسہ خرچ کردیا جاتا ہے مثلاً شامیانوں، قالینوں، صوفوں، کرسیوں کا انبار اوراس پر خرچ پرآرائش و زیبائش کا اور رنگ ونور کا خرچ، اگران پر خرچ نہ کیا جائے تو یہ پیسے اعلیٰ مقاصد اور دیگر امور خیر میں کام آئیں گے اور دنیا وآخرت کی سرخروئی کا سبب بنیں گے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب نکاح مسجد میں کیا جائے۔

دعوت طعام کی شرعی حیثیت

دوسرا کام اصلاح کا یہ کرنا چاہئے کہ لڑکی کے گھر دعوت طعام سے احتراز کرنا چاہئے اگرچہ یہ کڑوی دوا ہے۔ حلق سے جلدی نہیں اترے گی اور ایسی رسموں کے خلاف بولنا طعن وتشنیع کو دعوت دینا ہے۔ بے آبرو ہونا ہے۔ مگر اس لئے عرض کررہا ہوں ہیں تا کہ آپ غور کریں اور یہ معلوم کرلیں کہ شریعت کا حکم کیا ہے، **الحق احق ان یتبع** حق اس کا مستحق ہے کہ اس کی اتباع کی جائے۔ مجھے اس کا احساس ہے کہ یہ بات کہہ کر میں ہدف تنقید بنوں گا۔ مگر ایک بات پر آپ غور کرلیں ہم فخر سے کہتے ہیں اور واقعی اس کہنے میں ہم حق بجانب ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری ہر معاملے میں رہنمائی فرمائی ہے۔ مہد سے لحد تک زندگی گزارنے کا طریقہ بتلایا ہے۔ زندگی کے تمام جزئیات کا آپ کی تعلیم احاطہ کیے ہوئے ہے۔ طہارت ونجاست تک کے مسائل، سر کے بال سے لے کر پیر کے ناخن تک ہر چیز کی رہبری ارشادات نبوت میں موجود ہے، نسائی شریف کی روایت ہے کہ کفار مکہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے کہا: **یعلمکم نبیکم کل شی حتی الخراء ة** تمہارے نبی تو تم کو ہر بات سکھلاتے ہیں یہاں تک کہ استنجاء اور بیت الخلاء جانے کا طریقہ بھی

بتلاتے ہیں ۔ یہ بات انہوں نے بطور طنز کے کہی تھی لیکن حضرت سلمان فارسیؓ نے فرمایا: اجل کیوں نہیں، ہمارے نبی ہم کو ہر بات سکھلاتے ہیں گویا یہ بات تو ہمارے لئے فخر واعتزاز کی ہے کہ زندگی گزارنے کے معاملے میں ہم خود کفیل ہیں کسی کے محتاج نہیں ہیں۔تو آپ بتایئے! کہ شادی کے معاملے میں نعوذ باللہ کچھ بتلانے سے کوتاہی کی گئی ہے۔جس کی تلافی ہم اپنی طرف سے کچھ بڑھا کر کر رہے ہیں۔

ولیمہ سنت ہے دعوت طعام نہیں

پورے ذخیرہ حدیث کو آپ پڑھ جایئے دعوت ولیمہ کی تو تاکید ہے عبدالرحمن بن عوفؓ کو آپ نے تاکید کی: **اولم ولو بشاة** (صحیح بخاری) ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ہی تمہیں میسر ہو۔ **اذادعی احدکم الی الولیمة فلیاتها، فمن لم یات الدعوة فقد عصی الله ورسوله** (صحیح مسلم)، دعوت ولیمہ کے لئے جو بلائے چلے جاؤ، جو ایسی دعوت میں شریک نہ ہو گویا اس نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی،مزید آپ نے فرمایا: **بئس طعام الولیمة یدعی الیه الاغنیاء ویترک الفقراء**، (بخاری) ایسے ولیمہ کی دعوت بدترین دعوت ہے جس میں چن چن کر امراء اغنیاء اور مالداروں کو بلایا جائے اور فقراء ومساکین کو فراموش کردیا جائے۔تو اگر لڑکی کے یہاں دعوت کسی بھی حیثیت سے مستحب یا واجب اور ضروری ہوتی تو آپ اس کی تاکید فرماتے درجہ وجوب میں نہ سہی بلکہ درجہ استحباب میں فرمادیتے مگر احادیث مبارکہ میں اس کا کوئی ذکر نہیں اور اگر اس دعوت کے ذریعہ امداد وتعاون کا کوئی تصور ہے تو مخلص مسلمانوں کو چاہئے کہ جب اپنے بھائی کے گھر لڑکی کا نکاح ہے اور وہ تمہاری امداد وتعاون کا مستحق ہے تو زندگی کے دیگر معاملات میں جس طرح تم کرتے ہوئے اخلاص کے ساتھ مخفی طور سے اس کی مدد کرو۔اس میں دعوت طعام کی کیا تخصیص؟ کھانا کھا کر فیس اور کفارہ ادا کرنے کا تصور ختم کرو۔شریعت پر چلو گے تو اللہ تمہیں اپنی رحمتوں اور برکتوں سے نوازے گا۔

دعوت طعام اور ولیمہ کا فرق

آخر میں یہ کہہ دوں کہ تنقید کے نقطہ نظر سے سوچنے کی بجائے افادیت کے نقطہ نظر سے سوچو۔

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ بامن ہرچہ کردآں آشنا کرد

پھراس مسئلے پراس طرح بھی غورکیا جاسکتا ہے کہ شریعت نے شوہرکودعوت کی تاکید کی ہے، مگرلڑکی کو، بیوی کواس کے افرادخاندان کوادنٰی سی ترغیب نہیں دی۔لڑکی کی شادی کا معاملہ ویسا نہیں ہے جیسے لڑکے کا،خوشی کا اصل موقع لڑکے والے کے لئے ہے۔دعوت کی تاکیداس لئے ان ہی کوکی گئی ہے۔یہ شادی لڑکے کے لئے خانہ آبادی ہے،گھرمیں مزیدایک فردکا اضافہ ہورہا ہے ۔لڑکی والوں کے لئے اگرچہ اس پہلو سے اطمینان ہوتا ہے کہ ایک فرض سے سبکدوش ہورہے ہیں مگرجس کی جان ودل سے پرورش کی،نازونعمت سے پالا،آنکھوں کی ٹھنڈک،دیگر بھائی بہنوں کی منظورنظراس کورخصت یاالوداع کہتے ہوئے اکثرپورا کا پورا گھر اشکبار ہوتا ہے اس پر مستزاد مستقبل کے اندیشے،اندیشہائے دوردراز پتہ نہیں مزاج ملے یا نہ ملے،الفت ومودت ہو یا نہ ہو۔نباہ ہوسکے یا نہ ہوسکے۔اس لئے کچھ زیادہ خوشی کا یہ موقع نہیں۔غالباً شریعت نے اسی لئے کسی دعوت طعام (لڑکی کے گھر دعوت) کی ترغیب نہیں دی۔

اسلام میں بارات کا کوئی تصورنہیں!

تیسری بات بارات کی ہے۔اگرمسلمان اس بات کو مان لیں اوراس پرعمل کریں کہ نکاح مسجد میں ہی ہوگا اورلڑکی کے گھروالوں کوطعام کی زحمت نہ دی جائے توبارات کا سلسلہ خودبخودختم ہوجائے گا۔پاکستان کے جید عالم دین ڈاکٹراسراراحمد صاحب فرماتے ہیں کہ بارات کے لئے عربی زبان میں کوئی لفظ ہی نہیں ہے نہ ذخیرۂ احادیث میں کوئی لفظ ہے یہ عجمی اور ہندوانہ رسم ہے۔بے شک ڈاکٹراسراراحمد صاحب نے جو بات کہی وہ درست ہے اگرعربی معاشرہ میں صحابہ کرام میں یہ رواج ہوتا تو اس کے لئے عربی جیسی وسیع زبان میں دسیوں الفاظ ملتے اوربکثرت استعمال ہوتے مگرایسا نہیں ہے۔

کچھ ہندوانہ رسمیں!

یہ ایک عجمی رواج ہے کہ جتھے کی شکل میں مارچ پاسٹ کرتے جانا۔لڑکی والوں کے گھر

چڑھائی کرنا۔مختلف قسم کے سگریٹ،شربت اور کھانے کی فرمائش کرنا اور مطلوب نہ حاصل ہونے کی شکل میں لڑکی والوں کے افراد خاندان کو بےعزت کرنا لڑکی کا ڈولا لے کر فاتحانہ واپس آنا جہیز کے سامان، بستر تکیہ کی نمائش کرنا جن لوگوں نے دیہات میں اس کے برگ و بار دیکھے ہیں شاید وہ میری بات سمجھ لیں۔ بارات والوں پر مینڈک اور سانپ لا کر ڈالنا تو عام بات ہے پھر آپس میں ایسی توتو میں میں اور لڑائی جھگڑا کہ الامان والحفیظ، بتاؤ!اس کا شریعت سے کیا تعلق ہے؟ ہمارے آباءواجداد مسلمان ہوئے (اللہ ان کو اپنی رحمتوں سے نوازے) مگر تعلیم وتربیت کی کمی کی وجہ سے بہت سی ہندوانہ رسموں کو بھی لے کر آئے اور حرز جان بنالیا۔آج بھی میوات اور دوسری جگہوں پر رواج ہے کہ ادھر مولوی صاحب نکاح پڑھا کر گئے اور ادھر پنڈت جی نے پھیرے بھی کروائے۔مسلمانوں کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ آخر دو بول سے کس طرح میاں بیوی کا رشتہ مضبوط اور مستحکم ہوگیا اور دو بول نے کس طرح دونوں کو باندھ دیا۔لہٰذا دلہن کے کپڑوں میں گرہ لگائی گئی اور اگنی کے سات پھیرے بھی کروائے گئے،اب گویا معاملہ پکا ہوگیا آپ کو میوات جانے کی ضرورت نہیں میں تو مالیگاؤں کے اطراف میں جو دیہات ہیں وہاں گیا ہوں اور معتبر لوگوں سے سنا بھی ہے کہ مسلمان نکاح کے موقع پر مندر جا کر پھیرے کرواتے ہیں۔

بت صنم خانوں میں کہتے ہیں مسلمان گئے
ہے خوشی ان کو کہ کعبہ کے نگہبان گئے
منزل دہر سے اونٹوں کے حدی خوان گئے
اپنی بغلوں میں دبائے ہوئے قرآن گئے
خندہ زن کفر ہے احساس تجھے ہے کہ نہیں
اپنی توحید کا کچھ پاس تجھے ہے کہ نہیں

مسلمانوں کی ایک اور بیماری

ایک اور بیماری بھی غیر مسلموں کے یہاں سے ہمارے معاشرے میں گھس آئی ہے،اور وہ

یہ کہ مسلمان یہ بھی دیکھتے ہیں کہ نکاح کے لیے کون سا وقت سعد ہے کون نحس ہے کون شبھ گھڑی ہے تا کہ نکاح اسی ساعت میں کیا جائے۔ آ کر پوچھتے ہیں کہ عقرب کون سی تاریخ کو ہے۔ فارسی کتاب میں ایک لطیفہ لکھا ہوا ہے کہ ایک دن سردی بہت زیادہ بڑھ گئی ایک عربی دیہاتی نجومی کے پاس گیا کہا کیا بات ہے آج سردی حد سے زیادہ ہے؟ نجومی نے کہا اصل بات یہ ہے کہ اس وقت سورج برج عقرب میں ہے اور سردی اسی وجہ سے ہے۔ عقرب کے معنی عربی میں بچھو کے آتے ہیں اور یہ بارہ برجوں میں سے ایک برج کا نام بھی ہے، تو کہتا ہے **لعن اللہ العقرب تو ذی فی السماء کما تو ذی فی الارض**، اللہ عقرب پر لعنت کرے جس طرح یہ زمین میں تکلیف دیتا ہے ایسا ہی آسمان میں بھی تکلیف دیتا ہے۔

ہندوانہ رسموں سے اپنے آپ کو بچایئے

افسوس مسلمان بھی دیکھتے ہیں کہ قمر درعقرب کب ہے؟ اسے منحوس سمجھتے ہیں اور شادی نہیں کرتے حیرت ہوتی ہے۔ کیسی کیسی ہندوانہ رسمیں ہیں جنہیں مسلمانوں نے اپنا لیا ہے۔ آپ دیہات میں چلے جائیں، پنڈت جی نے جو مبارک گھڑی بتلادی ہے۔ بارات آ کر شہر کے کنارے کھڑی ہے مگر کیا مجال ہے کہ داخل ہوجائے۔ جب تک رات کو دو بجے چار بجے وہ مبارک ومیمون اور شبھ گھڑی نہ آ جائے، اس وقت تک بستی میں داخل نہیں ہوتے، اس کے باوجود سوچو کہ دلہنوں کے جلانے مارنے کے جتنے واقعات نہایت کثرت سے پیش آتے ہیں اور ہمارا دارالسلطنت دلی اس معاملے میں سب سے پیش پیش ہے تو اگر یہ شبھ گھڑی اور مبارک وقت پر نکاح ہوا تھا تو پھر آخر منحوس گھڑی کیسے آ گئی؟ حدیبیہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیام پذیر ہیں۔ بارش ہوئی صبح کو حضور نے فرمایا اس بارش کی وجہ سے کچھ لوگ کافر ہوئے اور کچھ مومن، جس نے کہا بارش اللہ کی مشیت و ارادے اور اس کی قدرت سے ہوئی وہ مومن ہے، وہ اللہ پر ایمان لایا اور اس نے ستاروں سے کفر کیا اور جس نے کہا کہ بارش ستاروں برج وغیرہ کی تاثیر سے ہوئی وہ ستاروں پر ایمان لایا اور اللہ کا انکار کیا۔ (مسلم شریف) گویا اس طرح کا فاسد عقیدہ ہمارے اندر نہیں ہونا چاہئے کہ فلاں دن عقرب ہے یا فلاں ساعت منحوس ہے شادی نہیں ہوگی۔ تو کہہ رہا تھا کہ بہت سی چیزیں ہیں جو غیر مسلموں سے ہمارے اندر آ گئی ہیں۔

شور ہے ہوگئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم تو کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

(علامہ اقبال)

اللہ ہم مسلمانوں کوفہم سلیم عطا فرمائے ،حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات سے محبت عطا کرے اورآپ کی محبت پر خاتمہ نصیب فرمائے۔(آمین یارب العالمین)

واخردعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

☆......☆......☆

مسلمانوں کی بے عملی کا نقصان

جہیز کے نام سے آج اس موجودہ زمانہ میں اونچا طبقہ عورتوں کو جلا کر خاکستر کر رہا ہے، اور بات اسلام کی کرتے ہیں، انگلی اسلام پر اٹھاتے ہیں، حقوق کی بات ہم سے کرتے ہیں، ہم کہتے ہیں کہ آپ کہاں ہیں؟ کبھی آپ نے اسلام کا مطالعہ کیا؟ کبھی آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کو سمجھا؟ کبھی آپ نے اسلام کے زریں اصولوں کو دیکھا؟ واللہ اگر آپ نے دیکھا ہوتا، پڑھا ہوتا تو کبھی مرعوب نہ ہوتے، انہیں بتلاتے کہ اسلام نے عورتوں کو کیا حقوق دیئے؟ اپنے معاشرہ کو اس پر ڈھال کر بتلاتے، آج اسلام جو پھیل رہا ہے وہ تمہارے عمل سے نہیں پھیل رہا ہے، تمام مورخین اور جہاں دیدہ لوگ اس پر متفق ہیں کہ اسلام کی تعلیم کو دیکھ کر لوگ اسلام قبول کرتے ہیں، اسلام کے اپنے نظریات ہیں، اس کے اپنے قوانین ہیں، اس کا اپنا طریقۂ حیات ہے، جب اس کا موازنہ دیگر مذاہب کے لوگ اپنے مذہب اور اپنے فکر ونظر سے کرتے ہیں تو اس کو برتر پاتے ہیں، اسی لیے اسلام کے آغوش میں پناہ لیتے ہیں۔

(حضرت مولانا محفوظ الرحمن قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر سے اہم اقتباس)

☆......☆......☆

جہیز کی حقیقت

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

(بے شک تمہارے لئے آپ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔ (آل عمران ۱۳۸)

ہر مسلمان کیلیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ اور آپ کے بعد صحابہ کرامؓ کا اسوہ حسنہ عملی نمونہ ہے، آج کے دور میں کوئی لڑکے والا جب لڑکے کا رشتہ طئے کرتا ہے تو کبھی بھی انہیں مالی غربت اور مفلسی نہیں بتلاتا، بلکہ اپنے بارے میں اپنی مالی حالت بہتر سے بہتر بتلانے کی کوشش کرتا ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو صاحبزادیوں کی شادی یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنیؓ سے ہوئیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی لڑکی کو بھی جہیز نہیں دیا صرف دعائیں دیں، یہ نمونہ سب کے سامنے موجود ہے، یعنی اس خاندان میں جہاں لڑکی شادی کے بعد دلہن بن کر جا رہی ہے، اگر غربت نہیں فقر و فاقہ نہیں ہے اور لڑکے کا گھرانہ اچھا کھاتا پیتا اوسط درجہ کا ہے تو جہیز کے نام پر کوئی سامان دینے کی ضرورت نہیں، نہ طلب کرنا درست نہ جہیز دینے کی فکر کرنا ضروری ہے، ایسے حال میں جہیز کے نام پر کچھ بھی دینا لینا سنت رسول کے برعکس ہے، اسوۂ رسول کو فراموش کرنا ہے اور لڑکی والوں سے جہیز کے طور پر کچھ سامان طلب کرنا تو سراسر غیر انسانی اور غیر شریفانہ فعل ہے، جہیز طلب کرنا طریقۂ نبوت کو چیلنج کرنا ہے اور علی الاعلان سنت رسول سے بغاوت کرنا ہے، جہیز پرست شادی کرتے وقت اس نمونہ کو سامنے نہیں رکھتے۔

جہیز کی یہ رسم تو قبل اسلام عربوں میں رائج تھیں اور نہ اسلام کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو جاری کیا نہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی چیز کسی شادی میں جہیز کے طور پر دی گئی اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ابولہب کے لڑکوں کو شادی میں جہیز دیا (قبل اسلام) اور نہ اسلام کے بعد کسی شادی میں اپنی کسی صاحبزادی کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہیز دیا، حضرت فاطمۃ الزہرہ کو جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا وہ اصلاً جہیز نہیں تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت علی ۴، ۵ سال کی عمر ہی سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر پرورش پا رہے تھے، اور نکاح کے وقت حضرت علیؓ نے پہلے مہر ادا کی

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہر کی رقم ہی سے ضروری سامان خرید کر حضرت فاطمہؓ کو دیئے تھے، جس کی صراحت سیرت نگاروں نے کی ہے۔ مثلاً زرقانی (شرح مواہب) میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ کو وہ زرہ فروخت کرنے کا حکم دیا جو انھوں نے بطور مہر (معجّل) حضرت فاطمہؓ کو دی تھی، تو کیا اس سے لڑکی والوں کو جہیز دینا ثابت ہو گیا؟ قرآن میں جہاں کہیں بھی نکاح کا ذکر ہے فرمایا گیا ہے عورت سے رشتہ ازدواج قائم کرنے کیلئے مال کے خرچ کرنے کی ذمہ داری تمام تر مرد کو ہوگی، اور یہ خاص بات ہے کہ زندگی کے کسی بھی مرحلے میں عورت پر مالی ذمہ داریاں نہیں ڈالی گئی ہیں، ہر حال میں مرد ہی ذمہ دار ہے، قرآن میں کہا گیا ہے کہ **ان تبتغوا باموالکم** کہ تم عورتوں کو حاصل کرو اپنے مالوں کے ذریعے، اسی کو مہر کہتے ہیں، اور پھر اپنی زوجیت میں ایک عورت کو قبول کرنے کے بعد اس کے اخراجات اور کپڑے لتے کو پورا کرنا مرد کے ذمہ ہے اور یہی مرد کی مردانگی ہے، اور اس کی ہمت کے مناسب ہے، یہ کس قدر عادلانہ نظام زندگی ہے اس کو چھوڑ کر عورت سے مطالبات کرنا کس قدر ظلم اور بے انصافی ہے اسی چیز کے رواج پانے کی وجہ سے عورتوں کی زندگی اجیرن بنتی جارہی ہے، بن بیاہی لڑکیاں معاشرہ کا داغ بنتی ہیں، اسی طرز عمل کی وجہ سے نکاح مہنگا ہو رہا ہے اور برائیاں اور بدکاریاں عام ہو رہی ہیں، اس کا مداوا اور اس کا حل مسلمانوں کے پاس ہے، مسلمان سادہ اور آسان خرافات اور بدعات سے پاک صاف معاشرہ پیش کر کے اقوام عالم کیلئے ان کے زخموں کا مرہم بن سکتے ہیں اور نسخۂ شفا پیش کر کے انہیں اسلام سے قریب کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔

آج اگر ہم دوسروں پر جہیز کے نام پر بوجھ ڈال رہے ہیں تو کیا ہم بھول رہے ہیں کہ ہمارے یہاں بھی بیٹیاں ہیں، کتب احادیث اور کتب فقہ میں ابوب النکاح میں مہر ونفقہ وغیرہ حقوق کی تفصیلات تو ہیں مگر آپ کو ''باب الجہیز'' کے نام سے کوئی باب نہیں ملے گا، اس سے ظاہر ہے کہ جہیز کا دین اسلام کے ساتھ دور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔

”مروجہ جہیز“ پر
علمائے کرام کے تاثرات

☆ **مولانا منت اللہ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ** نے فرمایا: ”مسلمانوں شادی بیاہ کو اتنا مشکل بنا دیا ہے کہ حرام آسان ہو گیا ہے، حلال مشکل ہو گیا۔

☆ **حضرت مولانا مجاہد الاسلام صاحب قاسمیؒ** (قاضی شریعت ، پٹنہ ، بہار) فرماتے ہیں: ”میں جانتا ہوں کہ کس طرح ایک باپ نے اپنی بیٹی کو قتل کیا ہے، اس لئے کہ وہ داماد کی فرمائش کو پورا نہیں کر سکا، میں جانتا ہوں کہ باپ نے اپنے آپ کو قتل کر لیا کیوں کہ بیٹیوں کا نکاح نہ کرا سکا۔ میں جانتا ہوں کہ کس طرح بیٹی نے خودکشی کی ہے، کہ میرا باپ دس برس سے میرے شوہر کیلئے پریشان ہے، داماد کی فرمائش پوری نہ کر سکا، اگر ہم نے آج کنٹرول نہیں کیا تو آپ بھی اس عذاب میں مبتلا ہوں گے، جو ہندوستان کے بڑے معاشرے کو تباہ کر رکھا ہے اور علماء سے کہتا ہوں کہ ایسی شادی میں نہ شریک ہوں جو خلاف شرع ہو، اہل مدارس کی یہ ذمہ داری ہے کہ جمعہ کے خطبہ میں نکاح، مہر، جہیز کی شرعی حقیقت بتائیں، اگر ہمارے معاشرے میں جہیز کی لعنت ختم ہوتی ہے تو وہ ہندو عورتیں جو خودکشی کر لیتی ہیں جو باپ خودکشی کر لیتا ہے وہ اسلام کی آغوش میں آئیں گے“۔

☆ **حضرت مولانا مجیب اللہ ندوی صاحب** (ایڈیٹر الرشاد، بنگلور) فرماتے ہیں: ”حضور ﷺ حضرت فاطمہؓ کو جہیز دیا ہی نہیں، حضور ﷺ نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ تمہارے پاس مہر دینے کیلئے کیا ہے؟ حضرت علیؓ نے کہا کہ میرے پاس ایک گھوڑا اور زرہ ہے، آپ نے فرمایا گھوڑا جنگ کیلئے کام آئے گا، زرہ حضرت عثمانؓ نے ۴۸۰ درہم میں خرید لی، آپ ﷺ نے اس رقم سے سامان تیار فرمایا، آپ بتائیے، شادی کس کے پیسے سے ہوئی، حضور ﷺ کے یا

حضرت علیؓ کے پیسے سے؟ جہیز کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے، ناجائز ہے۔ شادی کے اخرجات لڑکے والوں کی ذمہ داری ہے، اس ملک میں قانون بن رہا ہے لیکن کوئی قانون کی گرفت میں نہیں آرہا ہے، ہم ایسے تھے کہ اگر ہم مثال پیش کرتے تو ہندوؤں کیلئے رحمت بنتے ان کی زحمت میں کمی کرتے، افسوس کہ ہم بھی اس زحمت میں گرفتار ہیں۔

☆ **حضرت مولانا ولی رحمانی صاحب** (سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ) فرماتے ہیں:

''یہ جہیز گھر برباد کرنے کیلئے ہے، جہیز کے بوجھ سے کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے ادھر لڑکی کی ڈولی اٹھی، دو تین دن کے بعد لڑکی کے والد کا بھی جنازہ اٹھ جاتا ہے، کیوں کہ اتنے سامان دینے پڑتے ہیں کہ لڑکی کا باپ برداشت نہیں کرسکتا، اللہ نے اگر ہم کو لڑکا دیا ہے تو لڑکی بھی دی ہے، آج لڑکے کی شادی کرنی ہے، کل لڑکی کی بھی کرنا ہوگی، سرکار نے فرمایا تھا کہ نکاح میں دینداری کو بنیاد بناؤ، ہم نے معیار حسن کو اور مالداری کو بنایا، وعدہ کرو کہ مطالبے نہیں کریں گے، جہیز نہیں لیں گے، وہ جہیز جو دوسروں کیلئے تکلیف کا سبب بنے''۔

☆ **مولانا برہان الدین سنبھلی صاحب** (استاذ تفسیر وحدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ) فرماتے ہیں:

''مطالبۂ جہیز اور طلب مال وغیرہ کی موجودہ شکل شرعاً رشوت، حرام خوری اور اکل المال بالباطل (باطل طریقے سے ایک دوسرے کا مال کھانا) جیسے کبیرہ گناہوں میں شامل ہیں اور عقلا اسلامی معاشرے کیلئے تباہی کا موجب ہے''۔

☆ **مفسر قرآن مولانا خورشید عالم صاحب** (رفیق درالافتاء دیوبند) فرماتے ہیں:

''کہ اس زمانہ میں جہیز کا لین دین چل پڑے ہے، ایسا طریقہ نہ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے اور نہ صحابہ کرامؓ سے، درحقیقت یہ ایک بدعت ہے اور رشوت ہے جو کہ شوہر بیوی سے ظلم کے طور پر طلب کرتا ہے''۔

☆ **حضرت مولانا ابولسعود صاحب** (مہتمم دارالعلوم سبیل الرشاد بنگلور امیر شریعت کرناٹک) فرماتے ہیں:

''فتنہ جہیز مسلمانوں میں غیر مسلموں کے رواج سے متاثر ہوکر پھیلتا جارہا ہے، اس فتنہ کے سد باب کیلئے منظم کوشش ضروری ہے تاکہ معصوم لڑکیاں اس قبیح رسم ورواج کی نذر ہوکر تباہ وبرباد نہ ہوں''۔

☆ **حضرت مولانا محمد یونسؒ صاحب** (پونہ امیر جماعت مہاراشٹر) نے فرمایا: ''جتنی بڑی ڈگری اتنا بڑا بھکاری، آج کے زمانے میں جہیز مانگنے والا شریعت کی نگاہ میں چور اور ڈاکو ہے بمبئی شہر میں ایک لاکھ ماؤں نے بچیوں کو ضائع کیا، کیوں کہ اگر بچی ہوگئی تو جہیز کا انتظام کرنا ہوگا۔

☆ **حضرت مولانا عبدالجلیل چودھری صاحب** (امیر شریعت آسام) نے فرمایا:

''اب آہستہ آہستہ آسام بھی فتنۂ جہیز کی لپیٹ میں آرہا ہے، اس ظلم کے خلاف کمر بستہ ہوکر لڑنے کی ضرورت ہے''۔

☆ **حضرت مولانا قاضی عبدالاحد ازہری صاحب** (ناظم معہد ملت، مالیگاؤں) فرماتے ہیں: ''جہیز کا مطالبہ اور تلک کا تقاضا یہ ایک لعنت ہے، اس کا اقدام وہی کرے گا، جس کے دل میں خباثت اور حرام خوری کوٹ کوٹ کر بھری ہوگی، لیکن جس کے دل میں ذرہ برابر بھی انسانیت اور اسلام سے محبت ہوگی وہ اس کا مطالبہ ہرگز نہ کرے گا''۔

☆ **حضرت مولانا محفوظ الرحمن قاسمیؒ** (سابق شیخ الحدیث بیت العلوم، مالیگاؤں) فرماتے ہیں: ''شیطان نما انسانوں نے شادی کو مہنگا کر دیا، مشرق سے لیکر مغرب تک، سلف سے لیکر خلف تک کے علماء سب اس بات پر متفق ہیں کہ جہیز کا کوئی ثبوت نہیں، مسلم معاشرے میں یہ ہندوؤں کی رسم ہے کہ ان کی لڑکیوں کو میراث میں سے کچھ نہیں ملتا، خیر ان کی یہ مجبوری تھی، آپ کو کیا مجبوری ہے؟ آپ کو کیا ضرورت تھی؟ بدکاری نہیں ہوگی تو کیا ہوگا؟ حرام کو آسان کر دیا، حلال کو

مشکل کر دیا اور پھر کہتے ہو کہ عرب آتے ہیں ان کو بیاہ کر لے جاتے ہیں، مسلم معاشرے کو برباد کر دیا، حضور کا دین برباد ہوا، شیطان کا طریقہ ہے دجالوں کا طریقہ ہے اور یہ تعلیم یافتہ لوگوں نے جاری کر رکھا ہے، ایک مرتبہ مولانا عثمان فارقلیطؒ ''الجمعیۃ'' کے اداریہ میں لکھا کہ

''ایک مرتبہ مجھے امروہہ کے دوست مل گئے، ان کی تین بیٹیاں تھیں، دریافت کرنے پر انہوں نے مجھے بتایا میری تین بیٹیاں بہت کوشش کی کہ ان کا نکاح کرادوں مگر لڑکے والے بہت مانگتے ہیں، اتنی طاقت نہیں، لڑکیوں کیلئے دوسرا راستہ اختیار کیا ہوں، چرچ، گرجا جار رہا ہوں ان کا عیسائیوں سے نکاح ہو جائے گا، عزت سے زندگی گزار سکیں گے، اور میر تقی میرؔ کا انتقال کیسے ہوا؟ ان کی ایک ہی لڑکی تھی، سینکڑوں رشتوں میں ایک پسند کر ہی لیا، لیکن ہائے بدنصیبی کہ شادی سے قبل ہی مطالبات کی بھر مار شروع ہوگئی، میرؔ نے گھر کا سارا اثاثہ بیچ کر ان کے مطالبات کو پورا کر دیا، لڑکی بھی حساس دل واقع ہوئی، اسے دلی صدمہ پہنچا، چنانچہ شادی کے دوسرے ہی دن اس کا انتقال ہو گیا، بیٹی کی لاش پر آئے، رونے اور چیخنے کی تمام قوت مفقود ہو چکی تھی، اسی دیوانگی کی حالت میں انہوں نے اپنی ناز پروردہ جواں سال لڑکی کی میت پر حسرت ناک نگاہ ڈالی اور کہا:

اب آیا ہے خیال آرام جاں اس مرادی میں
کفن دینا تجھے بھولے تھے ہم اسباب شادی میں

اس واقعہ نے میرؔ کو زندہ لاش میں تبدیل کر دیا جس کی وجہ سے وہ بقیہ زندگی مسکرا بھی نہ سکے، کیسے روح فرسا واقعات ہو رہے ہیں۔ اللہ رب العزت نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں ایک سماج اور پاک معاشرہ عطا فرمایا، جس کے طفیل میں انسانی زندگی کو روحانی فکری اور معاشرتی سیاسی اور اقتصادی ہر لحاظ سے اقوام عالم پر فوقیت اور عظمت حاصل تھی اور رہے گی، کیوں کہ ان کا فرمان ان الدّینَ عِندَ اللہ الاسلام، دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہے، مگر افسوس کا مقام ہے کہ آج ہم نے ان تمام اسلامی روایات کو فراموش کر رکھا، اسلام جس رسم و رواج کو ختم کیا تھا، آج دولت کے پجاری، مفاد پرستوں نے انہیں رسموں کو قوم کے اوپر مسلط کر رکھا

ہے، ہمارے دل اتنا مردہ ہو چکے ہیں، اور اتنے بے حس ہو چکے ہیں کہ اللہ اور رسول کے صاف صاف حکم ملنے کے باوجود علمائے کرام کی دلیلوں سے بھری تقریر سننے کے بعد رسم ورواج کو چھوڑ نے کیلئے تیار نہیں ہیں، شاید علامہ اقبالؒ نے انہیں چیزوں کو دیکھ کر بڑے درد سے فرمایا تھا:

قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں

کچھ بھی پیغام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تمہیں پاس نہیں

مسلم معاشرے میں سینکڑوں مشرکانہ رسمیں ہیں، جن کی تقلید مسلمان کر رہے ہیں، ان میں سب سے بدترین اور منحوس رسم جہیز کی لعنت ہے، جہیز کے اس بدترین رسم نے عورت کو ایک مرتبہ پھر اس کو اس مقام پر ڈھکیل دیا جہاں وہ طلوعِ دینِ محمدی سے پہلے تھیں، جہیز عورتوں کیلئے ایک مصیبت بن گیا ہے، ہندوستاون میں ایک عوامی تنظیم ہے (عوامی یونین برائے جمہوری حقوق) اس تنظیم نے آزاد ہندوستان کے گذشتہ چالیس سالہ دور میں عورتوں کے اپنے ہاتھوں آگ سے جل کر مر جانے اور دیگر طریقوں سے خودکشی کر لینے کے اعداد وشمار جمع کر کے بتایا ہے کہ آزاد ہندوستان میں اس مدت میں بہتر ہزار ۷۲۰۰۰ نوجوان عورتیں جہیز کے جھگڑوں کی وجہ سے جلا کر مار ڈالی گئیں ہیں۔ (ہفت روزہ ''نقیب'' پھلواری شریف، ۱۶، جنوری ۱۹۸۹ء، بحوالہ روزنامہ بنگلور)

ہندو معاشرہ سے جہیز کی رسم آئی تھی، وہ تو اس بھیانک انجام کو دیکھ کر پابندیاں لگا رہے ہیں اور عورتوں کو کثرت سے جلائے جان کے واقعات ہو رہے ہیں، ۱۰/اکتوبر ۱۹۹۱ء کی رپورٹ کے مطابق کہ اس سال ۱۰۰ خواتین جہیز کیلئے نذرِ آتش کر دی گئیں، جس میں ۴۰/مسلمان تھیں۔ (شامنامہ، مالیگاؤں) جہیز کی وجہ سے نکاح مہنگا ہو رہا ہے، جس کی وجہ سے ہزاروں لڑکیاں بیٹھی ہوتی ہیں، تعمیر ملت کی رپورٹ کے مطابق صرف حیدر آباد میں ۳۵۰۰ ہزار عورتیں ایسی ہیں جو جہیز کے سبب بیٹھی ہوئی ہیں، جہیز کے سبب برائیاں اور بدکاریاں عام ہو رہی ہیں، اخبار شامنامہ

مالیگاؤں ۷۸ئ کی رپورٹ کے مطابق ملک میں ساڑھ سترہ لاکھ طوائفیں ہیں، دلی میں ایک کوٹھا چلانے والی کا نام آمنہ ہے، دلی میں دو لاکھ طوائفیں ہیں۔

ذرا غور سے دیکھیں تو جہیز کی وجہ سے زمانۂ جاہلیت کی یاد تازہ ہو رہی ہے، جب ذلت اور رسوائی کے نام پر معصوم بچیوں کو ماں باپ کے ہاتھوں زندہ درگور کیا جاتا تھا، ایک سروے کے مطابق ملک میں سات لاکھ ماؤں نے اپنے حمل کا ضائع کیا، کیوں کہ لڑکی پیدا ہوگی تو جہیز کا انتظام کرنا ہوگا، وہی عورت جس کو اسلام نے رحمت قرار دیا، جس کی پرورش کا شرف خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہے، جن کو اچھی تعلیم و تربیت پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے بشارت ہے، لیکن آج اسی عورت کی عزت جہیز کی چوکھٹ پر کیا ہے یہ اہل دنیا پر عیاں ہیں۔

(بشکریہ قاری حفیظ الرحمٰن شمسی)

زنا کاری کی سختیاں اور وعیدیں

شریعت اسلامیہ نے ایک طرف نکاح کو جائز قرار دیا تو دوسری طرف زنا سے شدت اور سختی کے ساتھ منع کیا اور عبرت ناک سزا بھی رکھی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓی اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً وَّسَآءَ سَبِیْلاً

''اور زنا کے قریب نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی ہے اور بُری راہ ہے۔''

زنا کی سزا کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا مِائَۃَ جَلْدَۃٍ وَّلَا تَاْخُذْکُمْ بِھِمَا رَاْفَۃٌ فِیْ دِیْنِ اللہِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ۔ وَلْیَشْھَدْ عَذَابَھُمَا طَآئِفَۃٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ

''بدکار عورت اور بدکار مرد سو دونوں میں سے ہر ایک کو سو سو درے مارو اور تمہیں اللہ کے معاملہ میں ان پر رحم نہ آنا چاہیے اگر تم اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کو حاضر رہنا چاہیے۔''

نکاح کے بغیر مرد کا عورت کے ساتھ جنسی تعلقات کبیرہ گناہ ہیں۔ جس کی سزا شادی شدہ کے لئے رجم (یعنی سنگسار کر دیا جائے) اور کنوارے کے لئے سو کوڑے ہیں۔

نکاح کے متعلق حضور ﷺ کے ارشادات

(۱) اَعۡلِنُوا النِّکَاحَ واجۡعَلُوھا فِی الۡمَسَاجِدُ

”نکاح کا اعلان کرو اور نکاح مساجد میں منعقد کرو“۔

(۲) اِنَّ اَعظمِ النِّکاح بَرَکَۃً اَیۡسَرہٗ موءنَۃ

”سب سے بابرکت نکاح وہ ہے جس میں خرچ کم ہو“۔

(۳) وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنۡ رَغِبَ عَنۡ سُنَّتِی فَلَیۡسَ مِنِّی

”میں عورتوں سے نکاح کرتا ہوں پس جس نے میری سنت سے روگردانی کی وہ میرے طریقے پر نہیں۔“

(۴) یَا مَعۡشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسۡتَطَاعَ الۡبَاءَۃَ فَلۡیَتَزَوَّجۡ فَإِنَّہٗ أَغَضُّ لِلۡبَصَرِ وَأَحۡصَنُ لِلۡفَرۡجِ وَمَنۡ لَمۡ یَسۡتَطِعۡ فَعَلَیۡہِ بِالصَّوۡمِ فَاِنَّہٗ لَہٗ وِجَاءٌ

”اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو نکاح کی طاقت رکھے وہ شادی کر لے اور جس میں طاقت نہ ہو وہ روزے رکھے۔ روزہ اس کو خصی کر دیتا ہے۔ (شہوت کم کر دیتا ہے)“

(۵) اذا تَزَوَّجَ العَبۡدُ فَقَدِ اسۡتَکۡمَلَ نِصۡفَ الدِّیۡنِ فَلۡیَتَّقِ اللہ فی النِّصۡفِ الباقِی۔

”جب کوئی بندہ (مسلمان) شادی کرتا ہے تو اس نے اپنے نصف دین کو مکمل کر لیا۔ پس باقی نصف کے بارے میں وہ اللہ سے ڈرے۔“

(۶) اَلدُّنیا کُلھا متاعٌ وخَیۡرُ متاعِ الدُّنۡیا المَرءۃُ الصَّالِحَۃ

”پوری دنیا سامان ہے اور دنیا کا بہترین سامان نیک بیوی ہے۔“

اپیل

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ (سابق صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ و ناظم ندوۃ العلماء)

اصلاحی اور تربیتی کام کرنے والے علماء، ائمہ اور خطباء جہیز کو اپنا موضوع تقریر و تحریر بنائیں اور مجالس و تقریبات میں اس کو اپنے اپنے انداز میں پیش کریں، نوجوان کو اس پر عمل کرنے کا معاہدہ کریں اور اپنے دوستوں اور عزیزوں سے عہد و وعدہ لیں کہ وہ اس رسم قبیح سے نہ سرف خود احتراز کریں گے بلکہ دوسروں کو بھی اس سے متنفر و مجتنب بنانے کی کوشش کریں گے اور اگر ضرورت ہو تو اس کے خلاف دستخطی مہم اور تحریک چلائیں گے یہاں تک کہ اگر کوئی لڑکی کے سرپرستوں اور اولیاء کی طرف سے اس کی پیش کش ہو تب بھی اس کو قبول نہ کریں گے، یہ دین و اخلاق اور اصلاح تبلیغ کا اہم ترین تقاجا اور مسلم معاشرہ کی حفاظت کا اہم ترین مطالبہ ہے اور اس میں کوتاہی و غفلت بڑے خطرات کا پیش خیمہ اور خدا اور رسول کی ناراضگی و ناپسندیدگی کا ذریعہ ہے۔

مسلم پرسنل لا بورڈ کی ہدایت:

مہر شوہر کی حیثیت کے مطابق مقرر کیا جائے، اور فوراً ادا کر دی جائے، اگر فوراً ادا نہ کی جائے تو سونے یا چاندی کی مقدار میں مقرر کی جائے اور اپنے اوپر قرض سمجھ کر جلد سے جلد ادا کرنے کی کوشش کی جائے، عام طور پر لڑکیوں کو جہیز وغیرہ کا سامان دے کر محبت کا اظہار کرنے کی بجائے ان کو وارثت میں حصہ دے کر حقیقی محبت کا ثبوت دیں اور شریعت کے حکم کی پابندی کریں۔

عصری تعلیم کے ساتھ اعلیٰ دینی تعلیم کا ایک منفرد ادارہ

- علوم شرعیہ
- کمپیوٹر کورسیس
- بین المذاہب تقابلی مطالعہ
- گریجویشن
- Spoken English
- مراٹھی زبان
- تعلیمی سیر و تفریح

جامعہ ابوالحسن علی ندویؒ،

دیانہ، مالیگاؤں کی مجوزہ عمارت

Rs. 20/-

ناشر: جامعہ ابوالحسن علی ندوی
سروے نمبر ۱۱۵/۱،
گلشنِ اسلام دیانہ، مالیگاؤں

ملّت پرنٹرس
9373918010